اَلتَّبۡلِيۡغ

یا اهل دار الندوة تعالوا الیٰ کلمةٍ سواءٍ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اَنۡ لَّا نحکم
اِلَّا القرآن۔ وَلَا نقبل الا ما وافق قول الرحمٰن۔ وھٰذا ھو الدین القیم ایھا
المتقاعسون۔ وان القرآن کتاب ختم به الهدیٰ۔ وفیه کتبٌ قیمة وخبر ما یأتی
وما مضیٰ فبأیّ حدیث بعده تؤمنون۔ اعلموا ان الخیر کله فی القرآن وشرّ
الاحادیث مَا خالفه فاحذروها ایها المتقون۔ وکلما خالف ھدی القرآن
وقصصه فاعلموا انه سقط ولا یقبله اِلَّا الفسقون۔ وانی انا المسیح وبالحق
امشی واسیح ولله انادی واصیح واذکرکم ایام الله فهل انتم تتذکرون۔ و انی
جئتکم ببیّنة من ربّی وعُلِّمتُ ما لم تعلّموا وابصرت ما لا تبصرون۔ اتکذبوننی
ولا تجیئوننی ولا تسئلون ان عیسیٰ مات ولا یحیٰی باحیاءکم فلا تکذبوا القرآن
ایها المجترءون۔ وان کان نازلًا قبل یوم القیٰمة کما تزعمون۔ فلم انکر لما سئل عن
ضلالة النصاریٰ۔ واعتذر بعدم العلم کما انتم تدرسون۔ ولم یقل انی اعلم ما
احدثوا بعدی بما رددتُ الی الدنیا ورئیت ما کانوا یعملون۔ وکان الحق ان یقول ربّ
انی رجعت الی الدنیا باذنك ولبثت فیهم الی اربعین سنة فوجدتهم یعبدوننی وامی
وعلیه یصرّون۔ فکسرت صلبانهم واصلحت زمانهم وقتلت کثیرا منهم فدخلوا فی
دین الله وهم یتضرّعون۔ فاسئلوا عیسیٰ کم لِمَ یکذب یوم القیامة ویخفی شهادة کانت
عنده کأنه من الذین لا یعلمون۔ وانی اقسم بالله انی منه فعظموا حلف الله
ان کنتم تتقون۔ وانی اعطیت کثیرا من الآیات وسدّ القرآن طریقًا آخر من
دونی فاین تفرّون۔ وقد جئت علیٰ رأس المائة کما انتم تعلمون۔ وخسف

القمر والشمس فی رمضان۔ لیکون اٰیتین لی من ربی الرحمٰن ثم انزل الطاعون لعل الناس یتفکرون۔ فما لکم لا تنظرون الی اٰی الله او تعاف عیونکم ما تنظرون۔ ایھا الناس عندی شھادات من الله فھل انتم تؤمنون۔ ایھا الناس عندی شھادات من الله فھل انتم تسلمون۔ وان تعدوا شھادات ربی لا تحصوھا فاتقوا الله ایھا المستعجلون۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون انا نصرنا من ربنا ولا تنصرون من الله ایھا الخاشون۔ اقتلتمونی بفتاوی القتل او دعاوی رفعتموھا الی الحکام ثم لا تتندمون کتب الله لاغلبن انا ورسلی ولن تعجزوا الله ایھا المحاربون۔ ووالله انی صادق ولست من الذین یختلقون۔ انکرونی وقد تمت علیکم الحجة الا تردون الی الله او انتم کمسیحکم خلدون۔ الا تتدبرون سورة النور والتحریم والفاتحة او تکرھون قراءتھا او علی انفسکم تحرمون۔ وھذہ رسالة منی اھدیت لکم یا **اھل الندوة** لعلکم تفتحون عیونکم او تتم علیکم حجة الله فلا تعتذرون بعدھا ولا تختصمون وانی سمیتھا

تحفة الندوة

وانی اُرسل الیکم رسلی وانظر کیف یرجعون

وانی ادعو الله ان یجعلھا مبارکة لقوم لا یستکبرون۔ ربّ اشھد انی بلّغت ما امرت فاکتبنی فی الذین یبلغون رسالاتک ولا یخافون۔ اٰمین ثم اٰمین۔

نظم میر ناصر نواب صاحب دہلوی

کشتی نوح و دعوت الایماں — ہے عجب اک کتاب عالی شاں
تازہ ہوتا ہے اس کو پڑھ کر دیں — اس سے بڑھتی ہے رونق ایماں
ہے یہ آب حیات سے بہتر — مُردہ روحوں کو بخشتی ہے جاں
اس کی تعریف سے ہوں میں عاجز — وصف سے اسکے لال میری زباں
گمرہوں کی ہے رہنما یہ کتاب — ہے ہدایت کا ان کے یہ ساماں
بیکسوں کی ہے تکیہ گاہ یہی — لاعلاجوں کا اس میں ہے درماں
ہیں مضامین اس کے لاثانی — ہے خدا کے رسول کا یہ نشاں
اس سے کھلتے ہیں دین کے عقدے — غور سے گر اسے پڑھے انساں
علم آتا ہے جہل جاتا ہے — دُور ہوتے ہیں اس سے وہم و گماں
باغ دُنیا نہیں یہ جنت ہے — جس میں پھرتے ہیں حُور اور غلماں
اس میں ہیں شیر و شہد کی نہریں — جا بجا اس میں قصر عالی شاں
کشتی بے نظیر ہے یہ مفت — کوئی اُجرت کا یاں نہیں خواہاں
جس نے ہم کو عطا یہ کشتی کی — ایسے ملّاح پہ ہیں ہم قرباں
یا الٰہی تو ہم کو دے توفیق — کیونکہ تُو ہے رحیم اور رحماں
دُور ہوں ہم سے نفس کے جذبات — ہم سے بھاگے پرے پرے شیطاں
تیرے حکموں پہ ہم چلیں دن رات — دل سے ہم مان لیں ترے فرماں
ہم سے تُو خوش ہو تجھ سے ہم راضی — جسم سے جب ہمارے نکلے جاں
تیرا بندہ ہے ناصر عاجز — چاہتا ہے یہ تجھ سے تیری اماں
تیری رحمت کا تجھ سے خواہاں ہو — فضل کا تیرے تجھ سے ہے جویاں
دُور کر اس کے بوجھ اے مولیٰ — راستہ اپنا اس پہ کر آساں
اتقیا میں اسے بھی شامل کر — رحم کر رحم اس پہ اے سبحاں
ڈھانک دے اسکے عیب اے ستار — کہ یہ رکھتا ہے تجھ پہ نیک گماں
بطفیل محمد و احمد — درد کا اس کے جلد کر درماں

دل سے اپنے یہ ہے غلام امام
کر مدد اس کی ظاہر و پنہاں

رسالہ تحفۃ الندوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ہر دمم مددے از خدا ہمی آید
کجاست اہلِ بصیرت کہ چشم بکشاید

آج ۲/ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار مجھے ملا جو حافظ محمد یوسف پنشنر کی طرف سے میرے نام پر شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ زبانی اِس بات کا اقرار کر چکا ہوں کہ جن لوگوں نے نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو وہ لوگ ایسے افترا کے ساتھ جس سے لوگوں کو گمراہ کرنا مقصود تھا تئیس ۲۳ برس تک (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایّام بعثت کا کامل زمانہ ہے) زندہ رہے بلکہ اِس سے بھی زیادہ۔ اور پھر حافظ صاحب اسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ان کے اس قول کی تائید میں ان کے ایک دوست ابو اسحاق محمد دین نام نے قطع الوتین نام ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس میں مدعیان کاذب کے نام معہ مدّتِ دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالہ سے درج ہیں۔ ماحصل اِس تمام تقریر کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کو قرآن شریف کی آیت لَوْ تَقَوَّلَ پر ایمان نہیں ہے اور نہ لانا چاہتے ہیں۔ اور نہ آیت وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ [1] پر اُن کا عقیدہ ہے اور نہ ایسا عقیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ بلکہ رسالہ قطع الوتین قرآن شریف کی ان آیتوں کو رَدّ کر چکا ہے اور انکے نزدیک گویا یہ تمام آیتیں جیسا کہ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی [2] اور جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ [3]۔ اور جیسا کہ آیت فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ [4] یہ سب منسوخ شدہ ہیں جو اب واجب العمل نہیں۔ اور پھر اُن آیتوں میں سے وُہ بھی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ نبی بعض باتیں

[1] المومن: ۲۹ [2] طٰہٰ: ۶۲ [3] النحل: ۱۱۷ [4] البقرۃ: ۶۰

میری طرف بناوٹ سے منسوب کر دیتا تو میں اُسے پکڑتا اور اُسکی رگِ جان قطع کر دیتا۔ گویا یہ تمام آیات رسالہ قطع الوتین سے ردّ ہوگئیں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ گویا یہ تمام وعید خدا تعالیٰ کے جو اُوپر کی تمام آیتوں میں مُفتریوں کے متعلق ہیں یہ بالکل خلاف واقع باتیں تھیں اور یہ انبیاء علیہم السلام اگر نعوذ باللہ افترا کرنیوالے ہوتے تب بھی بقول حافظ صاحب ہلاک نہ کئے جاتے تو گویا خدا کی گورنمنٹ میں مُفتریوں کیلئے کوئی انتظام نہیں اور وہاں ہر ایک فریب چل جاتا ہے*۔ اور یہ امکان باقی رہتا ہی کہ اگر خدا پر کوئی نبی افترا بھی کرتا تو دُنیا کی زندگی میں اس کے لئے کوئی عذاب نہ تھا۔ گویا خدا کے قانون سے انسانی گورنمنٹ کے قانون بڑھکر ہیں کہ ان میں جھوٹی دستاویز بنانے والے دست بدست پکڑے جاتے اور سزا پاتے ہیں۔ اس جگہ یہ مسئلہ بھی حل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی تکمیل تک جو تیئیس ۲۳ برس کی مُدت تھی مُہلت ملنا اور مخالفانہ کوششوں سے جو ہلاک کرنے کے لئے تھیں محفوظ رہنا اور زندگی پُوری کرکے خدا کے حکم کے ساتھ جانا جیساکہ میرے لئے بھی اسّی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہی جبتک مَیں سب کچھ پُورا کرلوں یہ باتیں حافظ صاحب کی نظر میں معجزہ کے رنگ میں نہیں ہیں اور نہ ایسی پیشگوئیوں کے پُورا ہونے پر کوئی شخص صادق سمجھا جاتا ہے۔ غرض کیا مَیں اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حافظ صاحب کے مذہب کے رُو سے اس حفاظت اور عصمت الٰہی کو اپنی سچائی کی دلیل نہیں ٹھہرا سکتے بلکہ کاذب بھی اس میں شریک ہو سکتا ہے۔ مگر اس طرح پر تو قرآن شریف کا تمام بیان غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک مُفتری پکڑا جائیگا۔ ذلیل ہوگا۔ ہلاک ہوگا

صـ۲

* جبکہ حافظ صاحب کے نزدیک جھُوٹے پیغمبروں کی بھی اس قدر تائید ہو سکتی ہی کہ باوجود دشمنوں کی جان توڑ کوششوں کے وُہ اسوقت تک زندہ رہ سکتے ہیں کہ اپنے دین کو زمین پر جما دیں۔ تو اس اصول سے سچے نبی سب خاک میں مل گئے اور جھُوٹ اور سچ میں سخت گڑبڑ پڑ گیا۔ اور ظاہر ہی کہ ہزاروں دشمنوں کے صدہا بداراد اور فریبوں اور کوششوں کے مخالف ایک مامور کو زندہ رکھنا اور دین کو زمین پر جما دینا یہ خدا تعالیٰ کا بڑا معجزہ ہے جو سچے اور کامل نبیوں کو دیا جاتا ہی۔ پس جبکہ اس معجزہ میں جھُوٹے پیغمبر بھی شریک ہیں تو اِس صورت میں معجزہ بھی قابل اعتبار نہ رہا اور سچے نبی کی سچائی پر کوئی علامت قاطعہ باقی نہ رہی۔ واہ ! حافظ صاحب آپ نے اسلام کا ہی خاتمہ کیا۔ حافظ ہوں تو ایسے ہوں۔ منہ

اور فلاح نہیں پائیگا۔ اور انسانی عقل بھی یہی قبول کرتی ہے کہ کذاب جو خدا کے سلسلہ کو عمداً تباہ کرنا چاہتا ہے ہلاک ہونا چاہیئے۔ یہی بیان جا بجا خدا کی پہلی کتابوں میں بھی ہے۔ مگر حافظ صاحب کا مقولہ ہے کہ بہتوں نے جھوٹی وحی اور جھوٹی نبوت کے دعوے کئے اور ان دعووں کا سلسلہ تیس تیس برس تک جاری رکھا اور اپنی نبوتوں پر اصراری رہے اور اپنا سلسلہ جھوٹی وحی پیش کرنیکا اخیر دم تک نہ چھوڑا۔ یہانتک کہ اسی کفر پر مر گئے اور خدا نے اُنکی عمر اور کام میں برکت دی اور کوئی عذاب نہ کیا۔ اور نہ ثابت ہو سکا کہ کبھی اُنہوں نے توبہ کی اور کبھی اُنکی توبہ ملک میں شائع ہو کر لوگوں کو اُن کے دوبارہ مسلمان ہونے کی خبر ہوئی۔ اور حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ان باتوں کا ثبوت رسالہ قطع الوتین میں بخوبی لکھا گیا ہے۔ اور حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ میں انعام کا پانسو روپیہ لینا نہیں چاہتا۔ اسکے عوض یہ چاہتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسہ میں جو ابتدائے ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے بمقام امرتسر منعقد ہوگا۔ جس میں ہندوستان کے مشاہیر علماء شریک ہونگے مرزا صاحب یعنی یہ عاجز یہ اقرار لکھدیں کہ جو نظائر پیش کیگئی ہیں (یعنی رسالہ قطع الوتین میں) اگر مقرر کردہ حکم کے نزدیک یعنی ندوہ کے علماء کے نزدیک محک امتحان پر پوری اتریں یعنی ندوہ نے قبول کرلیا ہو کہ جس عمر کو ابتداء وحی سے میں نے پایا ہے اور جس انکشاف سے اور پورے زور اور یقین سے خدا کی وحی پر میرا دعویٰ ہے۔ اور میں نے جس طرح ہزارہا کلمات خدا تعالیٰ کی وحی کے اپنی نسبت لکھے ہیں اور دُنیا میں مشہور کئے ہیں ایسا ہی ان لوگوں نے مشہور کئے تھے اور خدا پر افترا کیا تھا پھر وہ ہلاک نہ ہوئے بلکہ میرے جیسی اُنکی بھی جماعت ہوگئی تو ایسی صورت میں مجھے اس مجلس میں توبہ کرنی چاہیئے۔ میں قبول کرتا ہوں کہ ندوہ کے علماء اگر انکو خدا نے چشم بصیرت دی ہے اور تقویٰ اور انصاف بھی ہے اور پورا غور کرنے کیلئے وقت بھی ہے تو ضرور وہ میرے بیان اور حافظ صاحب کی قطع الوتین کو دیکھکر سچا فتویٰ دے سکتے ہیں مگر میں ندوہ کے پاس امرتسر میں آ نہیں سکتا کیونکہ میرا ان لوگوں پر حسن ظن نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں نہ تو ان لوگوں کو متقی سمجھتا ہوں (آئندہ اگر خدا کسی کو متقی کردے تو اُس کا فضل ہے) اور نہ عارف حقائق قرآن

صـ۳

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ[1] پر موقوف ہے۔ پھر میں اُن کا حکم ہونا کس وجہ سے منظور کروں۔ ہاں اگر چند منتخب مولوی ان میں سے بطور طالب حق قادیان میں آجاویں تو میں زبانی انکو تبلیغ کر سکتا ہوں۔ ورنہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف اسکو روک نہیں سکتا۔ مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنے رکھتا ہے۔ ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے ندوہ کیلئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں۔ حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوّت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اُسوقت تک ایک ذرہ قابلِ اعتبار نہیں جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعوے پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جبتک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوّت پر مرے اور اُن کا کسی اُسوقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا۔ اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ انکی تمام عمر کے مفتریات جنکو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب انکی وحی کی کس کس کے پاس ہے تا اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی اُنہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بنا پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا ہے اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اللہ ہونے میں برابر سمجھا ہے تا تَقَوَّلَ کے معنے اسپر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تَقَوَّلَ کا حکم قطع اور یقین کے متعلق ہے۔ پس جیسا کہ میں نے باربار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سُناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو رد کر دیا۔ میں صرف

[1] الواقعۃ : ۸۰

یہ نہیں کہتا کہ میں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا۔ بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح میں سچا ہوں اور میری تصدیق کیلئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے ہیں قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔ اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی! اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا! اور یہ جو میں نے کہا کہ میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جزء کی بھی کتاب ہو۔ اور اس میں میں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائیگی اور وہ دلائل ختم نہیں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ[1] یعنی اگر یہ جھوٹا ہوگا تو تمہارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو جائیگا اور اس کا جھوٹ ہی اسکو ہلاک کر دیگا لیکن اگر سچا ہے تو پھر بعض تم میں سے اس کی پیشگوئیوں کا نشانہ بنیں گے اور اسکے دیکھتے دیکھتے اس دار الفناء سے کوچ کرینگے۔ اب اس معیار کے رُو سے جو خدا کے کلام میں ہے مجھے آزماؤ اور میرے دعوے کو پرکھو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ان مولوی صاحبوں نے میرے تباہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ کفر نامہ تیار کرتے کرتے انکے پیر گھس گئے۔ گالیوں کے اشتہار شائع کرتے کرتے شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور کئی دفعہ فوجداری الزاموں کے نیچے رکھکر مجھے عدالت تک پہنچایا گیا۔ میری طرف آنے والوں پر وہ سختی کی گئی کہ بجز صحابہؓ کی اُس زندگی کے جب مکہ میں تھے دُنیا میں اس توہین اور تحقیر اور ایذا کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ بعض میرے متعلقین غیر ممالک کے انہی ممالک میں قتل کئے گئے۔ غرض اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ میرے معدوم کرنے کے لئے اور لوگوں کو میری طرف آنے سے منع کرنے کیلئے ناخنوں تک زور لگایا گیا اور کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ بہت سے بے حیائی کے

[1] المومن: ۲۹

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے۔ میرے پر جھوٹی مخبریاں بھی کی گئیں اور خواہ نخواہ گورنمنٹ کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اُکسایا گیا۔ مگر کچھ خبر ہے کہ اسکا نتیجہ آخر کار کیا ہُوا؟ یہ ہُوا کہ مَیں ترقی کرتا گیا۔ جب یہ لوگ میری تکفیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہُوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ جلد تر ہم اِس شخص کو نابود کر دینگے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند آدمی تھے جن کو اُنگلیوں پر گن سکتے تھے۔ بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی۔ مَیں صرف اکیلا تھا۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُسوقت میرے ساتھ کوئی ایک بھی تھا۔ یہ وُہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تُو اِسوقت اکیلا ہے مگر وُہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دُنیا ہوگی۔ اور پھر وُہ وقت آتا ہے جو تیرا اِس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تُو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائیگا اور انہیں برکت دیگا اور بڑھائے گا اور اُنکی عزت زمین پر قائم کریگا جبتک کہ وُہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جن کا ترجمہ لکھا گیا وُہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دُنیا میں ایک بھی نہ تھا جبکہ خدا نے مجھے یہ دُعا سکھلائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ[1] یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔ یہ دُعا الہامی براہین میں درج ہے۔ غرض اسوقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ مَیں اُسوقت ایک گمنام آدمی تھا۔ مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے منصوبے کئے۔ مگر یہ سب مولوی اور اُنکے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامُراد رہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف ندوہ کے جُبّہ پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر مَیں صاحبِ معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مُردہ رُوحوں میں نہیں بٹھا دیا تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سُورۂ نُور میں نہیں کہا کہ اِس اُمّت کے خلیفے اِسی اُمّت میں سے

[1] الانبیاء: ۹۰

ہو نگے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابنِ مریم نہیں رکھا تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو!
ہشیار ہو جاؤ۔ اور سوچو کہ بجز اِسکے معجزہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر
براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے
کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اِسوقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ
آباد کئے جاویں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر امرتسر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے
زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی مَیں صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔
تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دوہرا رنگ نہ چڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور اُنکے تابعداروں کی
مخالفانہ کوششوں نے اِس اعجاز پر دوہرا رنگ چڑھا دیا اور بجائے اِسکے کہ حسب مضمون اِنْ يَّكُ
كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریّت
مل جاتی۔ اب تو اِسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے بیس بائیس برس
پہلے دُنیا میں شائع ہو چکی ہیں وُہ پُوری ہو گئیں اور ہزارہا اہلِ فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب
دُوسرا جزو اس آیت کا دیکھو وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ[2] یہ معیار بھی
کیسا اعجازی رنگ میں پُورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَكَ
ہر ایک شخص جو تیری اہانت کریگا وہ نہیں مریگا جبتک وُہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے
پوچھ لو کہ اُنہوں نے میرے مقابل پر خدا کے حکم سے کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنیوالا
بول سکتا ہے کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصبکم بعض الذی یعدکم ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں
آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جتلا دیا کہ وعید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی ہے اور اس جگہ
نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اِس میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمانی میں یعنی صفحہ ۲۷
میں میرے پر عام لفظوں میں بد دعا کر کے یعنی فریقین میں سے کاذب پر بد دعا کر کے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔[1] محمد حسن

[1] دیکھو کہ کیا یہ معجزہ نہیں کہ جس مولوی نے مکّہ کے بعض نادان ملانوں سے میرے پر فتویٰ کفر کا لکھوا دیا تھا۔ وہ مباہلہ کر کے خود ہی مر گیا۔ منہ

[2] المؤمن: ۲۹

بعض نے اپنی تحریر میں لعنت اللہ علی الکاذبین کا لفظ میرے مقابل پر بولا۔ وہ کتاب پوری کرنے نہ پایا کہ سخت عذاب سے مرگیا۔ پیر مہر علی شاہ نے اپنی کتاب میں میرے مقابل پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہا۔ وہ معاً جرم سرقہ میں اس طرح گرفتار ہوا کہ اُس[1] نے ساری کتاب محمد حسن مُردہ کی چرالی اور کہا کہ میں نے بنائی ہے۔ اور جھوٹ بولا اور اس کا نام سیف چشتیائی رکھا۔ اور پھر تیسری مصیبت یہ کہ محمد حسن مُردہ نے جس قدر میری کتاب اعجاز المسیح پر جرح خیال کیا تھا وُہ جرح بھی سارا غلط ثابت ہوا۔ اُس نے ابھی نظر ثانی نہیں کی تھی کہ وُہ مر گیا۔ اس نادان نے جو عربی سے بے بہرہ ہے اس تمام جرح کو سچ سمجھ لیا اب بتلاؤ کہ یہ بھی ایک قسم کی موت ہے یا نہیں کہ کتاب کا مسودہ چرایا اور وُہ چوری پکڑی گئی اور پھر گدی نشین ہو کر صریح جھوٹ بولا کہ یہ کتاب میں نے بنائی ہے اور پھر جو کچھ چرایا وُہ ایسی غلطیاں تھیں کہ گویا نجاست تھی۔ کیا اس عذاب سے عذاب جہنم زیادہ ہے[2]۔ پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کیلئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرضِ محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آوے جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہو جسکی صفت میں لاریب فیہ ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں۔ اور پھر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وُہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے

صـ

[1] مہر علی نے محمد حسن مُردہ کی نکتہ چینی پر بھروسہ کرکے یہ جاہلانہ الزام میرے پر لگایا کہ عرب کی بعض مشہور مثالیں یا فقرے جو مقامات حریری وغیرہ نے بھی نقل کئے ہیں وہ بطور اقتباس میری کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں جو دو تین سطر سے زائد نہیں۔ گویا اس نادان کی نظر میں یہ چوری ہوئی۔ سو اسوقت ضرور تھا کہ وُہ پیشگوئی اپنا چہرہ دکھلاتی کہ انی مھین من اراد اھانتک لہذا وُہ ایک ساری کی ساری کتاب کا چور ثابت ہوا۔ اور جھوٹ بولا اور غلط نکتہ چینی کی پیروی کی۔ اور متنبہ نہ ہو سکا کہ یہ غلط ہے۔ اس طرح وہ تین سنگین جرموں میں پکڑا گیا۔ کیا یہ معجزہ نہیں۔ منہ

[2] مہر علی کی یہ چوری اور پھر جہالت سے غلطیوں پر بھروسہ کرنا اور نادانی سے ابن مریم کو زندہ قرار دینا وغیرہ امور جو سراسر جہل اور نادانی کے تقاضا سے اس سے صادر ہوئے اس کے بارے میں میری طرف سے ایک زبردست کتاب تالیف ہو رہی ہے جس کا نام **نزول المسیح** ہے جس سے تمبو چشتیائی پاش پاش ہو کر اسی کا صرف گرد و غبار رہ جائے گی کہ جو مہر علی کی آنکھوں میں پڑیگی اور اس کی زندگی کو تلخ کر دے گی۔ یہ کتاب گیارہ جزو تک چھپ چکی ہے۔ منہ

قبرستان میں اسکو دفن نہ کیا اور کسی عذاب سے ہلاک نہ ہوا۔ تو صرف اسی قدر سے کوئی کاذب مدعی نبوت میرے برابر نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ میری تائید میں معجزات بھی ہیں اور بایں ہمہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر حافظ صاحب کوشش کرتے کرتے دُنیا سے رخصت بھی ہوجائیں یا کسی اور ابو اسحاق محمد دین سے ایکہزار رسالہ قطع الوتین کا تصنیف بھی کرالیں اور گو ایسا شخص اپنے لئے خودکشی پسند کرکے قطع الوتین ہی کرلے مگر پھر بھی حافظ صاحب کے نصیب نہ ہوگا کہ جس طرح میں تقریباً تیئیس برس سے ۲۳ اپنی وحی برابر آج کے دن تک شائع کر رہا ہوں اسی طرح اسکی مسلسل تیئیس برس کی وحی کا مجموعہ پیش کرسکیں جس پر اُس نے میری طرح قسم کھاکر بیان کیا ہو کہ یہ وحی یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام ہے۔ اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو مجھ پر بھی خدا کی لعنت ہو جیسا کہ میں اپنی کتابوں میں یہی الفاظ اپنی نسبت لکھ چکا ہوں۔ یہ تو ایک ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ میرا موازنہ کیا جائے۔ مگر میں تو اِس سے بڑھ کر اپنا ثبوت رکھتا ہوں کہ ہزارہا معجزات ابتک ظاہر ہو چکے ہیں۔ جن کے ہزارہا گواہ ہیں اور قرآن شریف میرا مصدق ہے۔ کیا یہ میرا حق نہیں ہے کہ مقابلہ کے وقت ان ثبوتوں کو کسی کاذب پیشکردہ کی نسبت آپ سے طلب کروں۔ بھلا بتلائیں کہ میرے بغیر کس کے لئے بموجب حدیث دارقطنی کے کسوف خسوف ہوا کس کے لئے بموجب احادیث صحیحہ کے طاعون پڑی کس کے لئے ستارہ ذو السنین نکلا کس کے لئے لیکھرام وغیرہ کے نشان ظاہر ہوئے۔ لیکن **ندوۃ العلماء** اگر اپنے تئیں اسم بامسمّٰی کرنا چاہے۔ تو اب اس کی اپنی ذاتی ہدایت کے لئے خواہ حافظ صاحب اس سے کچھ حصہ لیں یا نہ لیں۔ اس قدر بھی کافی ہوسکتا ہے کہ حافظ صاحب سے تو ایسے **مدعیان نبوت** کا حلفاً ثبوت مانگیں جن کی وحی کاذب کا قرآن شریف کی طرح تیئیس برس تک برابر سلسلہ جاری رہا۔ اور اُن سے ثبوت مانگے۔ کہ کہاں انہوں نے قسم کے ساتھ بیان کیا کہ ہم درحقیقت نبی ہیں اور ہماری وحی قرآن کی طرح قطعی یقینی ہے۔ اور یہ بھی ثبوت مانگے کہ کیا وہ لوگ اس زمانہ کے مولویوں کے فتوے سے کافر ٹھہرائے گئے تھے یا نہیں اور اگر نہیں ٹھہرائے گئے تو اِس کی کیا وجہ۔ کیا ایسے مولوی فاسق فاجر تھے یا نہیں۔ جنہوں نے دین میں ایسی لاپروائی ظاہر کی۔ اور یہ بھی ثبوت مانگے

کہ ایسے لوگ کن قبروں میں دفن کئے گئے کیا مسلمانوں کی قبروں میں یا علیحدہ اور اسلامی سلطنت* میں قتل ہوئے یا امن سے عمر گذاری۔ **حافظ صاحب** سے تو یہ ثبوت طلب کیا جائے اور پھر میرے معجزات اور دیگر دلائل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے طلب **ثبوت** کیلئے بعض **منتخب علماء ندوہ** کے قادیان میں آویں اور مجھ سے معجزات اور دلائل یعنی نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ثبوت لیں۔ پھر اگر سُنت انبیاء علیہم السلام کے مطابق میں نے پُورا ثبوت نہ دیا۔ تو میں راضی ہوں کہ میری کتابیں جلائی جائیں لیکن اسقدر محنت اٹھانا پڑے با خدا کا کام ہے۔ ندوہ کو کیا ضرورت جو اسقدر سر درد اُٹھاوے اور کونسا فکر آخرت ہو تا خدا سے ڈرے۔ مگر ندوہ کے علماء ایک ایک کر کے یاد رکھیں کہ وہ ہمیشہ دنیا میں نہیں رہ سکتے۔ موتیں پکار رہی ہیں اور جس لہو ولعب میں وہ مشغول ہو رہے ہیں جس کا نام وہ دین رکھتے ہیں۔ خدا آسمان پر دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ دین نہیں ہے۔ وہ ایک چھلکے پر راضی ہیں اور مغز سے بیخبر ہیں۔ یہ اسلام کی خیر خواہی نہیں بلکہ بدخواہی ہے۔ کاش اگر انکی آنکھیں ہوتیں تو وہ سمجھتے کہ دُنیا میں بڑا گناہ کیا گیا کہ خدا کے مسیح کو رد کر دیا گیا۔ اس بات کا ہر ایک کو مرنے کے بعد پتہ لگے گا۔ اور حافظ صاحب مجھے ڈراتے ہیں کہ تم اگر امرتسر میں نہ آئے تو اپنے دعوے میں تمام دُنیا میں کاذب سمجھے جاؤ گے۔ اے حافظ صاحب! دُنیا کس کی ہے خدا کی یا آپکی۔ آپ لوگ تو اب بھی مجھے کاذب ہی سمجھ رہے ہیں۔ اِسکے بعد اور کیا سمجھیں گے۔ آپکی دُنیا کی ہمیں کیا پرواہ۔ ہر ایک نفس میرے خدا کے قدموں کے نیچے ہے۔ اے بداندیش حافظ سُن تجھے کیا خبر کہ کسقدر خدا کی تائید میری ترقی کر رہی ہے۔ حاسد اگر مر بھی جائے تو یہ ترقی رُک نہیں سکتی کیونکہ خدا کے ہاتھ سے اور خدا کے وعدے کے موافق ہے نہ انسان کے ہاتھ سے۔ خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی۔ کیا ابھی آپ نہیں سمجھتے کہ آسمان پر کس کی تائید ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں تو دس ہزار

* اسلام کی سلطنت میں ثبوت دینے میں یہ کافی نہیں کہ ایسا شخص جو مدعی نبوت تھا مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دفن کیا گیا اور نہ اس کا جنازہ پڑھا گیا۔ بلکہ کافی ثبوت کے لئے یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ وہ قتل بھی کیا گیا کیونکہ وہ مُرتد تھا لیکن حافظ صاحب اگر یہ ثبوت دیدیں تو گویا جس امر سے بھاگتے تھے اُسی کو قبول کر لیں گے۔ منہ

کے قریب تو طاعون کے ذریعہ سے ہی میری جماعت میں داخل ہوئے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں میری جماعت سے زمین بھرجائیگی۔ اے حافظ صاحب کیا آپ وہی حافظ صاحب نہیں جنہوں نے مجھ کو بلاواسطہ دیگرے کہا تھا کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کہتے تھے کہ قادیان پر ایک نور نازل ہُوا جس سے میری اولاد محروم رہ گئی۔ افسوس آپنے قبر میں عبداللہ صاحب کو دُکھ دیا۔ کیا انکے قول کے مخالف یہ طریق خلاف آپکو لازم تھا۔ پھر کیا میاں محمد یعقوب آپ کے حقیقی بھائی نہیں ہیں۔ اُن سے بھی تو ذرا پُوچھ لیا ہوتا۔ وہ تو قریباً دس برس سے دوہائی دے رہے ہیں کہ انکو بھی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے قادیان کا ہی حوالہ دیا تھا کہ نور قادیان میں ہی نازل ہوگا اور وہ غلام احمدؐ ہے۔ اور انہوں نے خبر دی ہے کہ وہ اب تک اِس گواہی پر قائم ہیں اور اُنکا خط موجود۔ پھر آپ حافظ کہلاکر حقیقی حافظ پر توکّل نہیں رکھتے۔ قوم کے ڈر سے جھُوٹ بولتے ہیں۔ مَیں سوچ میں ہوں کہ عبداللہ صاحب کے یہ کیسے مکاشفات تھے۔ جو اُن کے ساتھ ہی خاک میں مل گئے۔ آپ جیسے اُن کے بڑے خلیفہ نے بھی اُن کا قدر نہ کیا۔ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔

المؤلف میرزا غلام احمدؐ قادیانی۔ ۴ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

تمام مُسلمانوں اور تمام سچائی کے بھُوکوں اور پیاسوں کیلئے ایک بڑی خوشخبری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی خارق عادت زندگی اور خلاف نصوص قرآنیہ مع جسم آسمان پر چلے جانا اور باوجود وفات یافتہ نہ ہونے کے پھر وفات یافتہ نبیوں کی رُوحوں میں جو ایک رنگ سے بہشت میں داخل ہو چکے۔ داخل ہو جانا یہ تمام ایسی باتیں تھیں کہ درحقیقت سچے مذہب کے لئے ایک داغ تھا۔ اور نیز مدت دراز سے مغربی مخلوق پرستوں کا موحدین اہل اسلام کے ذمہ ایک قرضہ چلا آتا تھا۔ اور نادان مسلمانوں نے بھی اس قرضہ کا اقرار کرکے اپنے ذمہ ایک بڑی سُودی رقم عیسائیوں کی بڑھادی تھی جس کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس ملک ہند میں ارتداد کا جامہ پہنکر عیسائیوں کے ہاتھ میں گرو پڑ گئے تھے۔ اور

کوئی صورت ادائے قرضہ کی نظر نہیں آتی تھی۔ جب عیسائی کہا کرتے تھے کہ ربنا یسوع مسیح آسمان پر زندہ مع جسم چڑھ گیا بڑی طاقت دکھلائی خدا جو تھا۔ مگر تمہارا نبی تو ہجرت کرنے کے بعد مدینہ تک بھی پرواز کرکے نہ جاسکا۔ غار ثور میں ہی تین دن تک چھپا رہا۔ آخر بڑی مشکل سے مدینہ تک پہنچا۔ پھر بھی عمر نے وفا نہ کی دس برس کے بعد فوت ہوگیا اور اب وہ قبر میں اور زیر زمین ہے۔ مگر یسوع مسیح زندہ آسمان پر ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہی دوبارہ آسمان سے اتر کر دنیا کا انصاف کریگا۔ ہر ایک جو اسکو خدا نہیں جانتا وہ پکڑا جائے گا اور آگ میں ڈالا جائے گا۔

اس کا جواب مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں آتا نہایت شرمندہ اور ذلیل ہوتے تھے۔ اب یسوع مسیح کی خوب خدائی ظاہر ہوئی۔ آسمان پر چڑھنے کا سارا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اوّل تو ہزار نسخہ سے زیادہ ایسی طبی کتابیں جن کو پرانے زمانہ میں رومیوں۔ یونانیوں۔ مجوسیوں۔ عیسائیوں اور سب کے بعد مسلمانوں نے بھی ان کا ترجمہ کیا تھا پیدا ہوگئیں جن میں ایک نسخہ مرہم عیسیٰ کا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ مرہم عیسیٰ کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ ازاں بعد کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی پیدا ہوگئی۔ پھر اس کے بعد عربی اور فارسی میں پرانی کتابیں پیدا ہوگئیں جو بعض ان میں سے ہزار برس کی تصنیف ہیں اور حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیتی اور قبر اُن کی کشمیر میں بتلاتی ہیں۔ اور پھر سب کے بعد جو آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر فوت ہوگئے تھے اور وہ کاغذ ایک عیسائی کمپنی نے اڑھائی لاکھ روپیہ دیکر خرید لیا ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قدر ثبوتوں کے جمع ہونے کے بعد جو زبردست شہادتیں ہیں۔ پھر اس بیہودہ اعتقاد سے کہ عیسیٰ زندہ ہے باز نہ آنا ایک دیوانگی ہے اور محسوسہ مشہودہ سے انکار نہیں ہوسکتا۔ سو مسلمانو تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید کا دن ہے۔ ان پہلے جھوٹے عقائد کو دفع کرو۔ اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنالو۔ مکرر یہ کہ آخری شہادت حضرت

صـ۱

عیسٰی کے سب سے بزرگ حواری کی شہادت ہے یہ حواری ہے کہ اپنی تحریر میں جو برآمد ہوئی ہے خود اس شہادت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ میں ابن مریم کا خادم ہوں اور اب میں نوّے ۹۰ سال کی عمر میں یہ خط لکھتا ہوں جبکہ مریم کے بیٹے کو مرے ہوئے تین سال گذر چکے ہیں۔ لیکن تاریخ سے یہ امر ثابت شدہ ہے اور بڑے بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پطرس اور حضرت عیسٰی کی پیدائش قریب قریب وقت میں تھی اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسٰی کی عمر قریباً ۳۳ سال اور حضرت پطرس کی عمر اُسوقت تیس چالیس کے درمیان تھی (دیکھو کتاب سمتھس ڈکشنری جلد ۳ صفحہ ۲۴۴۶ و موٹی ٹیولس نیو ٹسٹیمنٹ ہسٹری و دیگر کتب تواریخ) اور اس خط کے متعلق اکابر علماء مذہب عیسوی نے بہت تحقیقات کرکے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اس کیلئے بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے اور جیساکہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی عزت سے یہ تحریر دیکھی گئی ہے کہ ایک رقم کثیر اسکے عوض میں وارثان اُس مقدس راہب کو دیگئی ہے جس کے کتبخانوں سے بعد وفات یہ کاغذ برآمد ہُوا۔ اور ہمارے نزدیک اس کاغذ کی صحت پر ایک اور قوی دلیل ہے کہ ایسے شخص کے کتبخانہ سے یہ کاغذ نکلا ہے جو رومن کیتھولک عقیدہ رکھتا تھا۔ اور نہ صرف حضرت عیسٰی کی خدائی کا قائل تھا بلکہ حضرت مریم کی خدائی کا بھی قائل تھا۔ یہ کاغذات اُس نے محض ایک پُرانے تبرکات میں رکھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ وہ پُرانی عبرانی تھی اور طرز تحریر بھی پُرانی تھی اس لئے وہ اس کے مضمون سے محض ناآشنا تھا۔ یہ ایک نشان ہے ماسوا اس نئی شہادت کے جو حضرت پطرس کے خط میں سے نکلی ہے۔

متقدمین میں بھی عیسائیوں کے بعض فرقے خود اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسٰی صلیب پر سے ایک موت کی سی سخت بیہوشی میں اُتارے گئے تھے اور ایک غار کے اندر تین دن کے علاج معالجہ سے تندرست ہو کر کسی اور طرف چلے گئے جہاں مدت تک زندہ رہے۔ ان عقائد کا ذکر انگریزی کتابوں میں مفصل درج ہے۔ جن میں سے کتاب نیو لائف آف جیزس مصنفہ سٹراس اور کتاب ماڈرن ڈوٹ اینڈ کرسچن بیلیف اور کتاب سوپر نیچرل رلیجن کی بعض عبارتیں ہم نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں درج کی ہیں۔

المؤلف میرزا غلام احمدؐ قادیانی ۹ ؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء